۱۵ر دسمبر ۱۹۱۱ء

خطبہ جمعہ

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (الکوثر:۲تا۴) کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

میں اس بات میں خوش ہوں کہ ہر روز مجھے دن میں چار مرتبہ روحانی غذا پہنچتی ہے۔ صبح مستورات میں درس قرآن شریف سناتا ہوں۔ دوپہر کو حدیث شریف باہر پڑھاتا ہوں۔ سہ پہر کو بھی درس تدریس ہی رہتا ہے۔ شام کو مغرب سے پہلے پھر درس قرآن شریف ہوتا ہے۔ ان چھوٹے دنوں میں روح کی ان بار بار کی غذاؤں کا میں بھی محتاج ہوں۔

کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دنیا میں تنہا تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا کچھ خیر کثیر دیا اور دیتا جا رہا ہے۔ سکھوں کا مذہب صرف اتنا ہی ہے کہ اللہ کو ایک مان لو اور دعا کر لو۔ کوئی زیادہ قیدیں اس مذہب میں نہیں۔ مگر باوجود اس آسانی کے پھر بھی اس مذہب میں کوئی ترقی نہیں۔ بخلاف اسلام کے کہ اس میں بہت ساری پابندیاں ہیں۔ نماز کی، روزہ کی، حج کی، زکوٰۃ کی اور دیگر

عبادات کی، معاملات کی، مگر باوجود ان تمام پابندیوں کے اسلام میں روز بروز ترقی ہے۔ یہ کیسا خیر کثیر ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو عطا ہو رہا ہے۔ ایک ملا تو کہے گا کہ اَعْطَیْنَا صیغہ ماضی کا بمعنی مضارع ہے۔ آخرت میں آپ کو حوض کوثر عطا ہو گا۔ اَسْلَمْنَا۔ اس میں کلام نہیں کہ آخرت میں حوض کوثر آپ کو عطا ہو گا۔ مگر اس میں کیا شک ہے کہ دنیا میں جس کثرت سے آپ پر عطایات الٰہی ہوئے وہ بے حد و بے مثل ہیں۔ کوثر کا لفظ کثیر سے مشتق ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ایک ایک صحابی بیس، چالیس، بلکہ ساٹھ پر فاتح ہوا۔ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا مقام مقبلانہ ایسا تھا کہ جس کی نظیر نہیں۔ پنجوقت نماز آپ خود پڑھاتے تھے۔ سارے قضایا آپ خود ہی فیصلہ کرتے تھے۔ بیویاں جس قدر آپ کی تھیں ان کی خاطرداری اس قدر تھی کہ سب آپؐ سے خوش تھیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانہ کی عورتوں کی پوزیشن ہی کچھ ایسی تھی کہ زیادہ تکلفات نہ تھے۔ مگر عورتوں کی جبلت کا بیان یوں فرمایا ہے کہ مرد کی عقل کو چرخ دینے والی عورتوں سے بڑھ کر اور کوئی مخلوق میں نے نہیں دیکھی کہ عقلمند مرد کی عقل کو کھو دیتی ہیں۔

عورتوں پر ہر بات میں تشدد مت کرو۔ لڑکوں کو بھی مارنے اور سزا دینے کا میں سخت مخالف ہوں۔ حضرت صاحب بھی لڑکوں کو مارنے سے بہت منع کیا کرتے تھے۔ میں تو انگریزی پڑھا نہیں۔ سنا ہے کہ یونیورسٹی کی بھی یہی ہدایت ہے کہ استاد طلباء کو نہ مارا کریں۔ باوجود ان تاکیدوں کے لوگ بچوں کے مارنے سے باز نہیں آتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو ہمارا فرض منصبی ہے۔ وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ بہت لوگ ہیں کہ وعظ کرنا تو سیکھ لیتے ہیں مگر خود عمل در آمد نہیں سیکھتے۔ تمہارے ہاتھوں میں اب سلطنت نہیں رہی۔ اگر تم اچھے ہوتے تو سلطنتیں تم سے نہ چھینی جاتیں۔

(بدر جلد ۱۱ نمبر ۱۲---۲۱ر دسمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

☆-☆-☆-☆